اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ وَ سَعٰی لَھَا سَعْیَھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَّشْکُوْرًا

(بنی اسرائیل:19)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

منزل پر پہنچنے کی دو شرائط:-

جو انسان آخرت کا ارادہ کرے اور اس کے لئے کوشش کرے جیسے کوشش کرنے کا حق ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی کوششوں کو قبول فرماتا ہے۔اور فرمایا کہ اِنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی (ال عمرن:195) مرد ہو یا عورت، میں تم میں سے کسی کے بھی کئے ہوئے عملوں کو ضائع نہیں کرتا۔ جب اللہ تعالیٰ اتنے قدردان ہیں تو انسان کو چاہئے کہ اپنا رخ سیدھا کرلے اور پھر عزم صمیم کے ساتھ قدم اٹھائے۔ کیونکہ کسی بھی منزل پر پہنچنے کے لئے ان دو چیزوں کا ہونا شرط ہے۔ اگر رخ ٹھیک نہ ہو تو انسان کبھی منزل پر نہیں پہنچ سکتا۔ اور اگر رخ تو ٹھیک ہو مگر انسان قدم ہی نہ اٹھائے، پھر بھی منزل پر نہیں پہنچ سکتا۔

انسان اور آزمائش:-

اگر انسانیت کی تاریخ پر غور کیا جائے تو یہ بات اظہر من الشّمس ہوتی ہے کہ انسانیت کو کئی فتنوں اور آزمائشوں میں سے گزرنا پڑا۔ مختلف اوقات میں انسان کو مختلف فتنوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آج جس دور میں ہم زندگی گزار رہے ہیں اس وقت انسان عام طور پر چار بڑی غلطیاں کر رہا ہے جن کی وجہ سے آج انسانیت پریشان نظر آرہی ہے۔

پہلی غلطی یہ ہے کہ انسان نے آخرت کو چھوڑ کر اس دنیا کو اپنی محنت کا میدان بنالیا ہے۔اس کی توجہ آخرت سے ہٹ کر دنیا کی طرف زیادہ ہورہی ہے۔جبکہ دنیا ایک عارضی جگہ ہے، جہاں کی خوشی اورغم دونوں عارضی ہیں۔ہم دنیا میں آخرت کی تیاری کے لئے بھیجے گئے ہیں۔اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم آخرت کی تیاری کرتے رہیں۔دنیا کی زندگی تو جیسے کیسے ہے گزر جائے گی۔

اے شمع تیری عمر طبعی ہے ایک رات ہنس کر گزار دے یا کہ رو کر گزار دے

خوشی میں گزری تو بھی گزر گئی، غمی میں گزری تو بھی گزر گئی، چکنی چپڑی کھا کر گزری تو بھی گزر گئی روکھی سوکھی کھا کر گزری تو بھی گزر گئی۔دیکھنا یہ ہے کہ آخرت بھی بنی ہے کہ نہیں بنی۔

کسی نے خوب کہا:

یہاں ایسے رہے کہ ویسے رہے وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

یہ بات تو سمجھ آتی ہے کہ جو انسان غریب ہے، جس کے گھر میں کھانے کو روٹی نہیں اور فاقہ کی حالت میں ہے، وہ اضطراب کے عالم میں ہے، وہ تو دن رات دنیا کی فکر میں لگا ہوا ہے۔مگر ایک امیر آدمی کیوں اس کے پیچھے لگا ہوا ہے وہ بھی چوبیس گھنٹے دنیا کی سوچ میں لگا رہتا ہے۔حالانکہ وہ کروڑوں اور اربوں روپوں میں کھیلنے والا ہوتا ہے۔

36ویں مل کا غم:-

ایک دفعہ ایک صاحب نے رات کے تین بجے مجھے فون کیا اور کہا، حضرت! میں اس وقت بہت پریشان ہوں، رات کو سویا بھی نہیں ہوں، میں نے سوچا کہ آپ کا تہجّد کے لئے اٹھنے کا وقت ہوگیا ہے، میں آپ سے دعاؤں کے لئے کہوں گا۔میں نے پوچھا، بھئی! آپ کی پریشانی کی کیا وجہ ہے؟ کہنے لگا، میری 35 ملیں تو ہیں لیکن صبح ایک نئی مل کے Shares (حصص) کھلنے ہیں، دعا کریں کہ اچھا کھل جائے۔

اب بتائیں کہ 35 ملیں ہونے کے بعد 36 ویں مل کا اس پر اتنا غم سوار ہے کہ اس کی رات کی نیندیں اڑ گئیں۔ وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ آخرت کی بجائے ہم نے دنیا کو محنت کا میدان بنا لیا ہے جس کی وجہ سے دلوں میں سکون نہیں ہے۔

انسان کے لالچ کی انتہاء:-

ہم جتنی بھی دنیا حاصل کرتے جائیں ہمارے دلوں کو کبھی اطمینان نہیں ملے گا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ کسی کو ایک وادی سونے کی بنی ہوئی دے دی جائے تو وہ تمنا کرے گا کہ ایک اور وادی مل جائے۔ اس کے بعد اور تمنا کرے گا۔ حتیٰ کہ پوری دنیا سونے کی بنی ہوئی دے دیں تو تمنا کرے گا کہ اس کا بنانے والا بھی میں ہوتا۔ دنیا کے سونے اور چاندی میں یہ کیفیت نہیں ہے کہ یہ انسان کے پیٹ کو بھر سکیں، یاد رکھیں کہ انسان کا پیٹ دنیا میں کبھی نہیں بھر سکتا۔ اسے تو فقط قبر کی مٹی بھرے گی۔

دوسری غلطی یہ کہ انسان نے روحانیت کی بجائے مادے کو اپنی محنت کا میدان بنا لیا ہے۔ مغرب کی دنیا میں آج مادے پر اتنی محنت ہو رہی ہے کہ انسان سن کر حیران رہ جاتا ہے۔

امریکہ میں مادے پر محنت کرنے والوں کی کثرت:-

جب ہم انجینئرنگ یونیورسٹی میں پڑھا کرتے تھے اس وقت اس یونیورسٹی میں تین ہزار طلباء ہو گئے تھے۔ یونیورسٹی میں شور مچ گیا کہ تین ہزار طالب علم ہو گئے ہیں۔ جب کہ امریکہ کی ایک عام یونیورسٹی میں 75 ہزار طالب علم ہوتے ہیں۔ اگر کسی یونیورسٹی میں پچاس ہزار طلباء ہو جائیں تو اسے بڑی یونیورسٹی نہیں سمجھا جاتا۔ اب بتائیے کہ ایک ایک یونیورسٹی میں 75,75 ہزار طلباء پڑھ رہے ہیں اور یہ سب کے سب مادے پر محنت کرنے والے ہیں، قرآن وحدیث پڑھنے والے نہیں۔

خلاء میں سبزیاں اگانا:-

وہاں مادی ترقی بہت عام ہو رہی ہے۔ واشنگٹن میں ایک میوزیم (عجائب گھر) بنا ہوا ہے۔ وہاں پر ایک نیا پراجیکٹ شروع کر رہے ہیں کہ آئندہ سبزیاں زمین پر اگانے کی بجائے خلاء میں اگائی جائیں گی۔ وہ کہتے ہیں کہ زمین کچھ اور اچھے مقاصد کے لئے استعمال کریں گے۔ وہ سبزیاں اس عاجز نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ ایک کمرے میں انہوں نے خلاء پیدا کیا ہوا تھا اور اس میں سبزیاں اگائی ہوئی تھیں۔ اس کے لئے مٹی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ مادے پر محنت کی وجہ سے انہوں نے مٹی کی بجائے فقط پانی کی بنیاد پر وہ سبزیاں اگا لیں۔ اب سبزیاں خلاء میں اگا کریں گی، زمین پر آئیں گی اور ان کو انسان کھایا کریں گے۔

تربوز، ٹماٹر اور کھیرے پر محنت:-

آپ نے سرخ رنگ کا تربوز تو دیکھا ہوگا، اب انہوں نے پیلے رنگ کا بھی تربوز بنا لیا ہے۔ آپ نے بیج والے تربوز دیکھے ہوں گے، اب بغیر بیج کے تربوز بن گیا ہے۔ میں نے پہلی مرتبہ بغیر بیج کے تربوز کھایا تو حیران ہوا۔ پورے تربوز میں آپ کو شرطیہ طور پر ایک بیج بھی نہیں مل سکتا۔ نہ پکا بیج نہ کچا بیج، حتیٰ کہ بیج کا نشان بھی نہیں مل سکتا۔ اور میٹھا اتنا جتنا آپ کا دل چاہے۔ انہوں نے ٹماٹر ایک کلو وزن کا بنا لیا ہے۔ کھیرے چاہے جتنے سائز کے بنا لیں۔ چاہیں تو چھوٹے اور چاہیں تو بڑے۔

گملے میں بڑ کا درخت:-

جاپان میں ایک گملے میں بڑ کا درخت اگایا گیا جس کی عمر اب ایک سو سال سے زیادہ ہو چکی ہے۔ اب اس کو دیکھیں تو ظاہراً اس کی حالت ایسی ہی ہے جیسے ایک سو سال پرانے درخت کی ہوتی ہے مگر اس کا سائز دو اڑھائی فٹ کے قریب ہے۔ ایک سو سال تک بڑ کے درخت کو گملے میں اگائے رکھنا کوئی آسان

کام نہیں ہے۔ یہ مادے پر محنت کرنے کا نتیجہ ہے۔

گھاس کی صفیں:-

ہم لوگ گھاس لگاتے ہیں تو گھاس لگاتے ہوئے کئی دن لگ جاتے ہیں۔ لیکن وہاں گھاس کی صفیں ملتی ہیں۔ جیسے آپ مسجدوں کی صفیں لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں ایسے ہی انہوں نے گھاس کی صفیں بنا کر رکھی ہوتی ہیں۔ جتنی جگہ پر گھاس لگانا ہے آپ اس میں صفیں بچھاتے جائیں اور پیچھے سے اس کو پانی کی پھوار دیتے جائیں، گھاس اگتا چلا جائے گا۔ اس طرح آپ ایک دن میں جتنے رقبے میں چاہیں گھاس اگا لیں۔

امریکہ میں ایک باغ کا منظر:-

امریکہ میں ایک باغ دیکھنے کا موقع ملا۔ ان کا دعویٰ ہے کہ پوری دنیا میں ہر پھول جو کہیں بھی اگتا ہے وہ ہم نے یہاں اس باغ میں اگایا ہوا ہے۔ ہم پہلے تو یہ بات سن کر بہت حیران ہوئے اور عقل اس بات کو ہرگز نہیں مانتی تھی کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں تو برف والے ملک بھی ہیں اور بعض ملکوں میں اتنی دھوپ نکلتی ہے کہ گویا آگ برس رہی ہو۔ اس طرح سرد اور گرم ملکوں کے پھولوں کو ایک ہی جگہ پر اگانا بہت مشکل ہے۔ لیکن وہاں جا کر عجیب منظر دیکھا کہ شیشوں کے کمرے بنے ہوئے تھے۔ بعض کمروں میں تو برف کی سی ٹھنڈک پیدا کی ہوئی تھی اور برفانی ملکوں کے پھول اگے ہوئے تھے اور بعض کمروں میں ہیٹر لگا کر اتنی گرمی کنٹرول کی ہوئی تھی جیسے گرمیوں کے موسم میں دوپہر کے وقت سخت دھوپ ہوتی ہے ، وہاں پر گرم ممالک کے پودے لگائے ہوئے تھے۔

خلائی جہازوں میں سفر کی تیاری:-

اب یہ کوشش ہو رہی ہے کہ ہوائی جہازوں میں سفر کرنے کی بجائے خلائی جہازوں میں سفر کیا جائے۔ وہ

کہتے ہیں کہ ہوائی جہاز میں سفر کرنے میں دیر لگ جاتی ہے۔وہ دیر کیسی؟اس کی تفصیل یہ ہے کہ......اگر یہاں زمین میں اتنا گہرا سوراخ کیا جائے حتی کہ زمین کی دوسری طرف نکل جائے تو وہ جس جگہ نکلے گا اس کا نام کیلیفورنیا ہوگا ۔ کیلیفورنیا امریکہ کی ایک ریاست کا نام ہے ۔ ہم کیلیفورنیا کی بالکل Opposite (مخالف) سمت میں زمین کے دوسرے کنارے پر ہیں ۔ یہاں دن کے بارہ بجے ہوتے ہیں اور وہاں رات کے بارہ بجے ہوتے ہیں اور جب وہاں دن کے بارہ بجے ہوتے ہیں اس وقت یہاں رات کے بارہ بجے ہوتے ہیں ۔ ایک آدمی اگر یہاں سے ہوائی جہاز پر بیٹھے تو وہ 22 گھنٹوں کے بعد کیلیفورنیا میں اتر رہا ہوتا ہے۔گویا آدھی دنیا کا سفر آج انسان 22 گھنٹوں میں کر رہا ہے۔............اب وہ یہ کہتے ہیں کہ اس طرح بہت زیادہ دیر لگتی ہے، یہ سفر اس سے بھی جلدی ہونا چاہئے ۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہوائی جہاز تو ہوا میں چلتا ہے اور ہوا میں چلتے ہوئے جہاز کی سپیڈ 500 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے زیادہ نہیں بڑھائی جا سکتی، کیونکہ ہوا ہوتی ہے ۔اور اگر رفتار اس سے زیادہ بڑھائی جائے تو اس کے اوپر کی **Body** (جسامت) کا ٹمپریچر بڑھ جاتا ہے۔لہٰذا اب اس کی سپیڈ تو بڑھا نہیں سکتے اس لئے اب اس کی جگہ خلاء میں جہاز چلانے کا پروگرام بنا رہے ہیں جہاں انسان کا وزن ہی نہیں ہوتا ۔وہاں آپ پچاس ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے بھی چلیں تو آپ کو پتہ ہی نہیں چلے گا ۔کیونکہ وہاں کشش ثقل ہی نہیں ہوتی ۔اس لئے وہ کہتے ہیں کہ وقت اتنا لگنا چاہئے کہ یہاں سے چلیں، خلاء میں پہنچیں اور پھر خلاء میں دو منٹ کے اندر دنیا کے جس کونے میں جانا چاہیں پہنچ جائیں اور وہاں جا کر پھر نیچے اتر جائیں ۔ اس طرح آنے والے وقت میں دنیا کے ملک دنیا کے محلے بن جائیں گے۔اس لئے آج کتابوں میں دنیا کو **Global village** (عالمی گاؤں) لکھنا شروع کر دیا گیا ہے۔

تسخیر کائنات: -

انسان تو خلاء میں Blake Holes (بلیک ہولز) بھی دریافت کر چکا ہے جو شہاب ثاقب کو اپنا ایک ہی لقمہ بنا لیتے ہیں۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اب تو ہم مریخ پر جا رہے ہیں۔ اور واقعی آپ آئندہ چند سالوں میں سنیں گے کہ انسان نے مریخ پر قدم ٹکا لیا ہے۔ اس کے بعد وہ نئی سے نئی دنیائیں دریافت کرنے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود تسخیر کائنات کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ وَسَخَّرَلَكُمْ مَّافِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (الجاثیہ:13) تمہارے لئے مسخر کر دیا گیا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ یہ سورج، چاند، ستارے، ثریا اور کہکشائیں آسمان اور زمین کے درمیان ہی تو ہیں۔ جن کی طرف انسان پیش قدمی کر چکا ہے۔ لیکن افسوس کہ انسان نے فقط انہی مادی چیزوں کو اپنی محنت کا میدان بنا لیا ہے اور روحانیت کے درس کو بھول گیا ہے۔

تیسری غلطی یہ ہے کہ انسان نے اپنے من کو چھوڑ کر اپنے تن کو محنت کا میدان بنا لیا ہے۔ آج ہمیں جتنی فکر اپنے ظاہر کی ہے اس سے زیادہ اپنے باطن کو سنوارنے کی فکر ہونی چاہیئے۔ ہمارے چہرے پر ذرا سی کوئی چیز لگی ہوئی ہو تو ہم لوگوں میں جانا تو پسند نہیں کرتے لیکن دل پر میل چڑھی ہوئی ہوتی ہے اور ہم اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ جاتے ہیں۔ ہمیں پرواہ ہی نہیں ہوتی کہ وہ مالک الملک ہمیں کیا کہے گا۔ جس چہرے کو دنیا دیکھتی ہے اس چہرے کو سنوارنے کیلئے ہم دن میں کئی مرتبہ آئینہ دیکھتے ہیں اور جس چہرے کو اس مالک الملک نے دیکھنا ہوتا ہے اس کو آئینے میں ایک دفعہ بھی نہیں دیکھتے۔

منہ دیکھ لیا آئینے میں پر داغ نہ دیکھے سینے میں   جی ایسا لگایا جینے میں مرنے کو مسلمان بھول گئے

ہمیں دل کے آئینے کو چمکانے کی ضرورت ہے حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ اللّٰہ لَا یَنْظُرُ اِلٰی

اَجْسَامِکُمْ وَلاَ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ بے شک اللہ تعالی تمہارے جسموں کو اور شکل وصورت کو نہیں دیکھتے، بلکہ وہ تو تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں۔اس لئے وہ چہرہ جو دنیا دیکھتی ہے اس کو دن میں اگر کئی مرتبہ دیکھتے ہیں تو جس چہرے کو ہمارا پروردگار دیکھتا ہے۔ہم اس چہرے کو بھی اپنے ضمیر کے آئینے میں تھوڑی دیر کیلئے بیٹھ کر دیکھا کریں کہ یہ انسانوں والا چہرہ ہے یا حیوانوں والا۔

بھرے بازار میں کتے، بلے اور خنزیر:

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ایک مرتبہ بازار سے گزر رہے تھے۔آپ نے دیکھا کہ ایک صاحب نظر بزرگ بازار سے گزر رہے تھے۔ان کے چہرے کی نورانیت بتاتی تھی کہ وہ صاحب نظر ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے قریب ہو کر سلام کیا۔انہوں نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا اور فرمایا کہ ’’احمد علی! انسان کہاں بستے ہیں؟‘‘ کہنے لگے کہ میں گھبرا گیا کہ حضرت نے کیسا سوال پوچھا ہے۔میں نے کہا، حضرت! یہ سب انسان ہی تو ہیں۔انہوں نے بڑی اجنبیت کی سی نظر لوگوں پر ڈالی اور حسرت بھرے لہجے میں فرمایا، یہ سب انسان ہیں۔ان کی بات میں ایسی تاثیر تھی کہ یہ سن کر میرے دل کی کیفیت بدل گئی اور میں نے تھوڑی دیر کیلئے بازار پر نظر ڈالی تو مجھے پورا بازار کتے، بلے اور خنزیروں سے بھرا ہوا نظر آیا۔جب میری یہ کیفیت ختم ہوئی تو میں نے دیکھا کہ وہ بزرگ غائب ہو چکے تھے۔

حضرتؒ یہ واقعہ درس قرآن میں خود سنایا کرتے تھے اور فرماتے تھے، لوگو!

مالک تو سب کا ایک مگر مالک کا کوئی ایک　　لاکھوں میں نہ ملے گا کروڑوں میں تو دیکھ

من کا اندھیرا: -

دنیا آج تحقیقات میں پڑی ہوئی ہے لیکن اسے اپنے اندر کی تحقیق کا پتہ نہیں۔ اس لئے صبح اٹھتے ہیں تو جتنی فکر اخبار پڑھنے کی ہوتی ہے اتنی مراقبہ کرنے کی فکر نہیں ہوتی۔ دنیا جہان کی خبریں معلوم کرنے کا شوق تو ہوتا ہے مگر اپنے اندر کی دنیا کو دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ساری دنیا کو قمقموں سے روشن کرنے والا انسان آج اپنے من میں اندھیرا لیے پھرتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا ہی اچھی بات کہی:

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا　　اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا　　زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

ایک اور شاعر نے کہا:

جس قدر تسخیر خورشید و قمر ہوتی گئی　　زندگی تاریک سے تاریک تر ہوتی گئی
کائنات ماہ و انجم دیکھنے کے شوق میں　　اپنی دنیا سے یہ دنیا بے خبر ہوتی گئی

چوتھی غلطی یہ ہے کہ انسان نے اپنے دل کو چھوڑ کر اپنی عقل کو محنت کا میدان بنالیا ہے۔ سائنس، ٹیکنالوجی ، کمپیوٹر اور باقی تمام علوم جن کا تعلّق انسان کے دماغ کے ساتھ ہے ان تمام علوم کا مرکز ومحور عقل ہے۔ آج دنیا میں ان علوم کا طوطی بول رہا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ عقل پر محنت ہو رہی ہے۔ لیکن عقل ایک کمزور بنیاد ہے۔ علامہ اقبال نے کہا،

عقل عیار ہے سو بھیس بنالیتی ہے　　عشق بیچارہ نہ واعظ ہے نہ زاہد نہ خطیب

دل پر محنت کرنے کی وجہ:-

انسان کو عقل کی بجائے دل پر محنت کرنی چاہئے تھی کیونکہ عقل دل کے تابع ہے، ارادے بھی دل میں اٹھتے ہیں، خواہشات بھی دل میں پیدا ہوتی ہیں اور عقل ان خواہشات کو پورا کرنے کی ترکیب بتاتی

ہے۔انبیائے کرامؑ نے انسان کے دل کو محنت کا میدان بنایا۔

دیکھیں، محبّت کا جذبہ کہاں پیدا ہوتا ہے؟ دل میں۔نفرت کہاں ہوتی ہے؟ دل میں۔انتقام کی آگ کہاں بھڑکتی ہے؟ دل میں۔گویا تمناؤں کا مرکز ومحور انسان کا دل ہوتا ہے۔• دل میں جس طرح کے جذبات ہونگے ویسی ہی انسان کے دماغ کی کیفیت ہوگی۔دل میں نفرت ہوتو انسان کا دماغ اس کے بارے میں غلط سوچنا شروع کر دیتا ہے۔اور جب دل میں محبّت ہوتی ہے تو آنکھوں پر ایسی پٹی بندھ جاتی ہے کہ انسان کو اپنے محبوب میں کوئی برائی نظر نہیں آتی۔لہٰذا انسان کے دل پر محنت کرنا نہایت ضروری ہے۔قرآن پاک اس پر گواہی دیتا ہے۔فرمایا لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ (الحج:46) اے کاش! ان کے دل ہوتے جو انہیں عقل سکھاتے۔اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا (الحج:46) ان کے کان ہوتے جن سے وہ ہدایت کی بات سنتے۔فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ (الحج:46) بے شک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ (الحج:46) بلکہ سینوں کے اندر دل اندھے ہوتے ہیں۔

کیلیفورنیا میں چوری:-

امریکہ کی ایک ریاست کیلیفورنیا ہے۔اس کا رقبہ اور آبادی سعودی عرب کے رقبے اور آبادی کے برابر ہے۔اس ریاست کے باشندے کا جو معیار زندگی ہے وہ بھی تقریباً سعودی عرب کے آدمی کے معیار برابر ہوگا۔لیکن عجیب بات یہ ہے کہ کیلیفورنیا میں صرف چوری کو روکنے کے لئے اتنا بجٹ خرچ کیا جاتا ہے کہ وہ پاکستان کے بجٹ سے دس گنا زیادہ ہوتا ہے۔کیا ایسی قوم کو تعلیم یافتہ اور مہذب قوم کہا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، کیونکہ ان کو خشیت الٰہی نے نہیں بلکہ ان کو وڈیو کیمروں نے روکا ہوا ہے۔انہیں پتہ ہوتا

ہے کہ پولیس والے کیمرے سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ایک دفعہ چند منٹ کے لئے وہاں بجلی بند ہوئی تو کئی ارب ڈالر کا مال ان تعلیم یافتہ لوگوں نے چوری کر لیا۔معلوم یہ ہوا کہ دل نہیں بدلے۔فقط ڈنڈے کے زور پر ان کو قابو کیا ہوا ہے۔

اسلامی تعلیمات کا حسن:-

نبی اکرم ﷺ نے ہمیں جو نظام زندگی دیا وہ کوئی اور تھا۔وہ نظام تو انسان کے دل کو ایسا بدل دیتا ہے کہ محفل ہو یا تنہائی، کسی کی پڑی ہوئی چیز کو آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہی نہیں۔حتی کہ اگر راستوں میں کمبل گرتے تو وہ پڑے پڑے مٹی بن جاتے تھے لیکن مسلمانوں کی نظر اس پر نہیں پڑتی تھی۔کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس وقت اگرچہ دنیا کا کوئی آدمی نہیں دیکھ رہا مگر پروردگار تو دیکھ رہا ہے۔ اسلامی تعلیمات کا یہی تو حسن ہے۔

لمحہ فکریہ:-

میرے دوستو! آپ ایسے لوگ بہت تھوڑے دیکھیں گے جو اس لئے حیران و پریشان ہونگے کہ آج ہمارے دل کی حالت اچھی نہیں ہے، ہمارے دل میں غلط خیالات کیوں آتے ہیں، ہمارے دل میں گناہوں کے جذبے کیوں پیدا ہوتے ہیں، ہمارے دلوں میں ایمان حقیقی کا جو لطف آنا چاہئے تھا وہ کیوں نہیں آرہا۔لہٰذا اپنی توجہ کا قبلہ ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے...... جب وہ دن آ گیا کہ جب ہم نے دنیا کی بجائے آخرت پر محنت کرنا شروع کر دی، مادے کی بجائے روحانیت پر محنت کرنا شروع کر دی، تن کی بجائے اپنے من پر محنت کرنا شروع کر دی اور عقل کی بجائے دل پر محنت کرنا شروع کر دی تو پھر ہماری توجہ کا قبلہ ٹھیک ہو جائے گا اور جو قدم بھی اٹھے گا وہ ہمیں منزل کے قریب سے قریب تر کر دے گا۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں آخرت کی فکر نصیب فرما دیں اور جب دنیا سے جانے لگیں تو صدا آرہی

ہو، يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ o ارْجِعِىٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً o فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ
وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ O (الفجر:29-27) (آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ